# عربی کانفرنس لاہور

(۱۹۶۴ء)

# خطبۂ افتتاحیہ

ڈاکٹر جسٹس ایس۔ اے۔ رحمان باوصافہ
جج سپریم کورٹ آف پاکستان

جو

۱۶ مئی ۱۹۶۴ء

کو

کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں پڑھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ڈاکٹر سید عبداللہ ، خواتین و حضرات !

اورینٹل کالج لاهور کی انجمن طلبائے قدیم مستحق مبارکباد هے که اس کی توجه اور کوشش سے یه اهم کانفرنس منعقد هو رهی هے۔ میں اسے اهم اس لیے کہتا هوں که یه کانفرنس تدریس عربی سے متعلق هے اور عربی سے همارا رابطه کئی پہلوؤں سے اهمیت کا حامل هے۔

عربی سے هر مسلمان کو ایک جذباتی لگاؤ هے کیونکه یه همارے پیارے نبیؐ کی پیاری زبان هے۔ جو الفاظ رسول کریمؐ کی زبانِ حق ترجمان پر جاری هوئے، انہیں اپناتے هوئے، هم ایک روحانی انبساط محسوس کرتے هیں۔ حکمت باری تعالی نے عربی مبین هی کو انسانوں کے نام اپنے آخری پیغام کے لیے منتخب کیا۔ اس لیے دینی ضروریات کے پیش نظر هر مسلمان کے لیے لازمی هے که عربی زبان سے تھوڑی بہت واقفیت حاصل کرے۔ عام طور پر مسلمان اگر عربی کے زبان دان نه بھی هوں تو حروف عربی سے انہیں اس قدر شناسائی ضرور کرائی جاتی هے که وہ قرآن مجید کو ناظرہ پڑھ سکیں۔ بہر حال وہ نماز میں عربی الفاظ استعمال کرتے هیں، جن کا مفہوم وہ عام طور پر سمجھتے هیں۔ اگر تھوڑی سی کوشش کی جائے تو ایسے اصحاب کو آیات قرآنی کے معانی و مطالب سے آشنا کرایا جا سکتا هے۔ قرآن مجید کے تراجم انگریزی، اُردو وغیرہ زبانوں میں بلا شبه دستیاب هو جاتے هیں اور عربی سے

میری دانست میں یہی ایک طریق کار ہے ، جس پر چل کر اس امر کی توقع کی جا سکتی ہے کہ عربی کے اساتذہ کا احترام تعلیمی نظام میں عملی حیثیت سے وہی ہو ، جو اس وقت دوسرے مضامین کے پڑھانے والوں کو حاصل ہے ؛ دوسرے لفظوں میں معیار تعلیم کی بلندی ہی وقار کی بلندی پر منتج ہو سکتی ہے ۔

خاص عربی کے طالب علموں کے علاوہ دیگر طلباء کے لیے بھی دینیات کا مضمون ہر درجہ میں لازمی ہونا چاہیے ، اور اس کا ایک حصہ عربی زبان سے متعلق ہونا چاہیے ۔ لیکن تدریس میں تدریج کو ملحوظ رکھنا ہوگا ؛ ہمارے ہر نوجوان کو دین کی مبادیات سے آشنا ہونا چاہیے ۔

رہا جمہور کو عربی سے آشنا کرانے کا مسئلہ ۔ اول تو یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اردو کی کتابوں ، صحیفوں اور اخباروں کے لیے بھی خط نسخ اختیار کر لیں تاکہ عربی رسم الخط اور عام ادبی رسم الخط میں بُعد نہ رہے ۔ اس سے کئی فائدے ہوں گے ۔ طباعت میں آسانی ہوگی اور ٹائپ رائٹر تحریر کے لیے استعمال کیے جا سکیں گے ۔ تعلیمی بار میں بھی کچھ کمی ہوگی کیونکہ دو رسم الخط سیکھنے کی ضرورت نہ رہے گی ۔ بالغوں کو عربی سے آشنا کرنے کے لیے ریڈیو سے آسان اسباق نشر کیے جا سکتے ہیں ۔ درس کے حلقوں سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے یا اُن کے لیے حاضر کلاسوں کا اجراء ہو سکتا ہے ۔ اس قسم کا اقدام بعض اداروں کی طرف سے آج کل بھی ہو رہا ہے ۔ اُن کی ہمت افزائی سے کام کی رفتار کو تیز کیا جا سکتا ہے ۔ انہیں اس مقصد کے لیے ٹیپ ریکارڈ بھی مہیا کیے جا سکتے ہیں ۔ اور دیگر صوتی بصری آلات کی امداد سے سہولت تدریس پیدا کی جا سکتی ہے ۔

منظم تعلیمی اداروں میں تدریس عربی کا جائزہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ جدید تعلیمی طریقے اپنا کر عمل تدریس کو آسان اور

دل چسپ بنانے کا مسئلہ اہمیت رکھتا ہے۔ اہل علم حضرات جو اس کانفرنس میں جمع ہوئے ہیں اس مسئلہ پر سوچ بچار کرکے ایک منصوبہ تیار کریں تو مفید ہوگا۔ میں اہل حل و عقد کی توجہ اس امر کی طرف دلانے کی بھی ضرورت سمجھتا ہوں کہ عربی زبان کے اساتذہ کو وہی منزلت اور مشاہرہ ملنا چاہیے جو عربی زبان و ادب کی اہمیت سے ہم آہنگ ہو۔ کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ اس لحاظ سے ان میں اور دیگر اساتذہ میں تفریق روا رکھی جائے۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں، اس کا انحصار بہت کچھ اس امر پر ہوگا کہ عربی کے اساتذہ خود کہاں تک اپنے گھر کی ترتیب و تزئین کے خواہاں ہیں۔ امید ہے کہ وہ اپنی خود داری کے تقاضوں کو سمجھ کر مناسب اقدام کریں گے اور عربی زبان و ادب کی تدریس کے مسائل پر کامل غور و خوض کے بعد ارباب تعلیم کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازیں گے۔

۱۶ مئی ۱۹۶۴ء — ایس۔ اے۔ رحمان

*

جدید اردو ٹائپ پریس
۳۹ - چیمبرلین روڈ ، لاہور